تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی

حضرت مولانا ارشاد الحق صاحب اثری، ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

پہلی قسط

ماہنامہ "بینات" طائفہ دیوبند کا آرگن اور ان کے مسلک کا نقیب ہے۔ جس کے مدیر مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی ہیں۔ حضرت موصوف گاہے بگاہے خود بھی اور اپنے دیگر اہلِ قلم حضرات کے ذریعے بھی اہلِ حدیث کے خلاف نفرت پھیلاتے ہوئے اپنی لدھیانوی ذہنیت کا ثبوت فراہم کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بینات ماہ ذوالحجہ کے شمارہ ۶ میں مفتی محمد ولی حسن صاحب کا ایک مضمون "اس دور کا عظیم فتنہ" کے عنوان سے شائع ہوا۔ جو دراصل اسی موضوع کی تیسری قسط ہے اس کی پہلی قسط ماہ شعبان کے شمارہ ۲ میں شائع ہوئی تھی۔ اور اس کی اٹھان ہی سے ہمارا اندازہ تھا کہ اس عنوان کے تحت ایک بار پھر اہلِ حدیث کے خلاف بغض کا اظہار ہوگا بالآخر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ اور یہ کہا گیا کہ اس دور کا عظیم فتنہ غیر مقلدیت ہے پھر اس کی تائید میں علامہ زاہد کوثری کا یہ جملہ بھی نقل کر دیا گیا کہ ان لا مذهبية قنطرة اللا دينية غیر مقلدیت الحاد کا پل ہے۔ کیونکہ جب کوئی غیر مقلد بنتا ہے۔ تو اس کی فطرت و طبعیت آزاد ہو جاتی ہے اور وہ خیال کی وادی میں ہر جگہ منہ مارتا پھرتا ہے۔ حق و باطل کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور غیر مقلد بننے کے بعد آدمی گستاخ و بے ادب ہو جاتا ہے۔" الخ (بینات ص۱۹ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ)۔ ہم ان سطور میں اسی دعویٰ کے صحیح خدوخال واضح کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اس حقیقت کے اظہار سے پہلے ہم جو بات صحیح اور مبنی بر حقیقت سمجھتے ہیں وہ بھی کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ کہ ایمان اور دینداری ایک انعام ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں اس کی استعداد کے مطابق اس کا حصہ عطا فرماتے ہیں۔ اور جو صدقِ دل سے صراطِ مستقیم کی

ہماری معلومات کے مطابق اہل حدیث کے خلاف پہلی بار "انتظام المساجد باخراج اہل الفتن المفاسد" کے نام سے ایک رسالہ مولوی محمد لدھیانوی نے لکھا جس میں اہلِ حدیث کے قتل کا فتویٰ دیا گیا تھا۔ بلکہ یہ بھی کہا گیا کہ اگر یہ لوگ توبہ کریں تو بھی ان کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ ہمارے مخاطب لدھیانوی صاحب کو بھی جب کبھی موقع ملتا ہے۔ تو اہلِ حدیث کے خلاف اپنے بغض و عناد کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔ بینات کا "صراطِ مستقیم" نمبر اسی بات کا آئینہ دار ہے۔ جس کا ادھار "ترجمان الحدیث" اور "الاعتصام" میں ہم نے بروقت چکا دیا ہے۔

جستجو کرے اللہ تعالیٰ اس کی کوشش کو رائیگاں نہیں فرماتے کیونکہ سنت اللہ ہے" والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا"

الحاد و زندقیت سے ہمیشہ خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے ۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا کہ بارِ الٰہا اگر تو نے اپنی مہربانی سے ہدایت بخشی ہے تو اب ہمارے دلوں کو نہ پھیر ۔ ادعیہ مسنونہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور دعا ہے کہ " یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك " کہ اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھ ۔ اور جب کوئی بدنصیب اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جاتا ہے یا ہدایت کے معیار پر قائم نہیں رہتا تو کسے باشد مقلد ہو یا غیر مقلد ہدایت اس سے سلب ہو جاتی ہے (اعاذنا اللہ منہ) لیکن یہ کہنا کہ غیر مقلدیت ہی الحاد کا دروازہ ہے تو یہ ویسا ہی ظن فاسد ہے جس کا اظہار منکرین حدیث ، حدیث کے بارے میں کرتے ہیں کہ " حدیث امت میں تفریق و تشتت کا سبب ہے اگر قرآنی علوم پر اکتفا کی جاتی تو امت میں اختلاف پیدا نہ ہوتا ۔ مگر ان غریبوں کو علم نہیں کہ اگر اختلاف کی بات ہے تو امت میں سب سے پہلا اختلاف جو تاریخ میں فتنہ خوارج کے نام سے مشہور ہے اس کا سبب قرآن پاک کی آیت " ان الحکم الا للہ " تھی کوئی حدیث نہ تھی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بجا ہے مگر خوارج کی سوچ اور ان کے استدلال میں کجی تھی ۔ بعینہٖ تقلیدی ذہن سمجھتا ہے کہ غیر مقلدیت الحاد کا دروازہ ہے ۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ تقلید نام ہے جہالت کا لاعلمی اور ناواقفی کا ۔ جب [illegible] کی تعریف میں عدمِ علم شامل ہے تو معلوم ہوا ترک تقلید نام ہے علم و آگاہی اور اجتہاد کا ۔ علامہ طحاویؒ جنہیں حنفی مقلد باور کیا جاتا ہے فرماتے ہیں " ھل یقلد الا عصی او غبی " (لسان ص۲۸ ج ۱ ، رسائل ابنِ عابدین ص۳۲ ج ۱) کہ عقل کا اندھا یا کند ذہن ہی تقلید کرتا ہے لہٰذا اگر علم کی بدولت گمراہی آتی ہے تو سرے سے علم کا انکار کیجئے ۔ پھر جو اس ڈھب سے سوچتا ہے کہ کسی گمراہ فرقہ کا نکلنا اس فرقہ کی گمراہی کا ثبوت ہے تو یہ اس کے فکر کی کجی ہے کیونکہ اس سے تو لازم آتا ہے کہ اہلِ سنت سے رافضی ، خارجی ، معتزلی وغیرہ بدعتی فرقے نکلے لہٰذا اہلِ سنت و اہل حدیث صحیح نہیں ۔ اس سے ایک قدم اوپر چلیے سب گمراہ فرقے (۲۷) اسلام سے نکلے تو کیا معاذ اللہ اسلام صحیح اور سچا مذہب نہیں دور نہ جائیے برصغیر میں کون سا مذہب رائج تھا ؟ یہی نا کہ حنفی ، اور پھر اس کو چھوڑ کر دوسرے فرقے عالم وجود میں آئے لہٰذا خود حنفی مذہب کیا ہے ؟ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ کسی فرقہ کی بھلائی یا برائی خود اس کے عقائد اور افکار میں دیکھنی چاہیے اس کے مخرج میں نہیں ۔ لیکن اگر کوئی سمجھ بیٹھا ہے کہ تقلید ہی سیدھا راستہ ہے اور الحاد اور زندیقیت سے بچ نکلنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ انسان مقلد ہو تو یہ اس

غریب کی سادہ لوحی ہے ہم ان شاء اللہ بتلائیں گے کہ الحاد کی بیماری اہل حدیث میں نہیں بلکہ غیر مقلدین میں پائی جاتی ہے اور یہ بھی کہ دعویٰ تقلید کے باوجود کن کن حضرات نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔

اب آپ مفتی صاحب کے فرمودات کا جائزہ لیجئے۔ فرماتے ہیں "اور دشمنان اسلام جو کسی صورت میں اسلام کو پھلتا پھولتا ہوا دیکھنا برداشت نہیں کر سکتے تھے انہوں نے ایک طرف قرآن پاک کے معانی بیان کرنے میں تحریف وتاویل سے کام لیا اور دوسری طرف اپنی عنان توجہ حدیث کی طرف مبذول کی تاکہ احادیث کے ذخیرہ کو ناقابل اعتبار قرار دیا جائے" (بینات ص۱۲ جون ۸۴ء) ارشاد بجا مگر حدیث کے بارے میں ملحدین نے کیا طریقہ اختیار کیا تو اس کی نشاندہی بھی خود مفتی صاحب نے کردی ہے۔ کہ "ان ملحدین نے "وضع حدیث" کا مشغلہ اختیار اور بہت سی احادیث اپنی طرف سے گھڑ کر صحیح احادیث کے ساتھ خلط ملط کر کے مسلمانوں میں پھیلا دیں" بالکل بجا فرمایا مگر کاش اس بات کی بھی مفتی صاحب وضاحت کر دیتے کہ وضع حدیث کا فتنہ کن حضرات نے کھڑا کیا۔ اور کون کون سی "ہستیاں" اس فتنہ کی آب یاری کرتی رہیں۔ اصول حدیث کی کسی بنیادی کتاب کو اٹھا کر دیکھ لیجئے آپ کو وہ چہرے صاف صاف نظر آئیں گے۔

اہل الرائے اور وضع حدیث

چنانچہ زہاد اور بدعتی فرقوں میں سے رافضیہ، جہمیہ، معتزلہ کرامیہ وغیرہ جن کے علاوہ اہل الرائے میں بھی کچھ ایسے لوگ تھے جو اس فعل شنیع کے مرتکب تھے۔ بلکہ علامہ القرطبی نے لکھا ہے کہ بعض اہل الرائے کا کہنا ہے کہ "ما وافق القیاس الجلی جاز ان یعزی إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (۱)

کہ جو بات قیاس جلی کے مطابق ہو اس کا انتساب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا جائز ہے حافظ ابن حجر اہل الرائے کی اسی عبارت کا ذکر کرتے ہوئے "النکت علی ابن الصلاح" میں لکھتے ہیں وھذا نری کتبھم مشحونة باحادیث یشھد متونھا۔ بانھا موضوعة لأنھا تشبه فتاوی الفقھاء ولأنھم لا یقیمون لھا سندا،،

تم ان کی کتابوں کو دیکھو گے تو وہ ایسی احادیث سے بھری ملیں گی جن کے متون ان کے موضوع ہونے کی شہادت دیتے ہیں کیونکہ ان کی عبارات فتاوی فقہاء کے مشابہ ہیں اور نہ وہ ان کی سند بیان کرتے ہیں اہل الرائے کے اس تساہل کے بارے میں علامہ علی قاریؒ اور ان کے بعد مولانا عبدالحیی لکھنوی مرحوم کے

---

(۱) شرح الفیہ للعراقی ص۱۱۳، فتح المغیث ص۱۱۱، تدریب الراوی ص۲۸۴، توجیہ النظر ص۵۷، توضیح الافکار ص۸۴ ج:۲۔

(۲) ان بدعتی فرقوں میں بھی کافی تعداد احناف کی پائی جاتی ہے۔ بلکہ کرامیہ کی غالب اکثریت احناف پر مشتمل تھی (ادارہ تحریر)

نگارشات بڑے فکر انگیز ہیں جنہیں الاجوبۃ الفاضلۃ ، ظفر الامانی مقدمہ عمدۃ الرعایۃ اور موضوعات کبیر وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے اختصار کے پیش نظر ہم انہیں نظر انداز کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں دوسری صدی ہجری کے بعد جب معتزلی حکومت قائم ہوئی جس نے اپنے مسلک کی ترویج و اشاعت کیلئے ہر قسم کے حربے اختیار کیے۔ یہاں تک کہ غیر معتزلی علماء و محدثین کے درس و تدریس پر پابندی لگا دی گئی انہیں زدو کوب کیا گیا۔ حتیٰ کہ ان کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا گیا۔ امام احمدؒ اور ان کے رفقاء کے بارے میں تاریخ کے بیانات محفوظ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ حضرات کون تھے؟ معتزلی حکومت کن کی تھی ان کے مؤید اور دست وبازو کون تھے؟ اس سلسلے میں ماضی قریب کے متعصب حنفی علامہ کوثری کا بیان پڑھ لیجئے۔ لکھتے ہیں۔

وغالب هؤلاء الفقهاء كانوا ينتمون الى ابي حنيفة واصحابه في الفقه ويميلون الى المعتزلة في مسائل الامتحان،، (تانيب الخطيب ص۱۱ طبع بيروت)

کہ اس معتزلی حکومت کے اکثر قاضی فقہ میں امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کے ہم خیال تھے اور اعتقادی مسائل میں ان کا میلان معتزلہ کی طرف تھا۔ بلکہ امام ابو قدامہ نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ بشر بن ولید حنفی کے علاوہ بغداد کے تمام احناف اور رافضی جہمی اور معتزلی مذہب کی اشاعت میں امام احمد کے خلاف جمع ہو گئے تھے۔ (تاریخ بغداد ترجمہ بشر بن ولید ص۸۳) خود امام ابو حنیفہ کا پوتا اسماعیل بن حماد۔ اور مشہور معتزلی قاضی احمد بن ابی دواد اور بشر مریسی کون تھے؟ یہ حضرات نہ صرف یہ کہ حنفی معتزلی تھے بلکہ اعتزال کی دعوت ان کا مشغلہ تھا۔ انہی معتزلیوں اور جہمیوں نے جہاں اپنی ہوا و ہوس کی تائید میں

بلکہ اعتزال کی دعوت ان کا مشغلہ تھا۔ انہی معتزلیوں اور جہمیوں نے جہاں اپنی ہوا و ہوس کی تائید کی احادیث وضع کیں وہاں یہ حضرات حنفی ہونے کے ناطے حضرت امام ابو حنیفہ کے مناقب و فضائل میں بھی احادیث و اقوال وضع کرنے سے

اجتناب نہیں کرتے تھے۔ حد یہ کہ امام صاحب کی تعریف و توصیف میں مبالغہ آرائی کو افضل الاعمال قرار دیا گیا۔ (مناقب للموفق ص۲۴) ان کی توصیف و تعریف میں حضرت انسؓ کے نام پر روایات گھڑی گئیں اور کعب احبار سے کتب سابقہ میں بھی ان کا ذکر خیر ثابت کرنے کی کوشش کی گئی موفق خوارزمی معتزلی رافضی نے ،، مناقب ابی حنیفہ،، میں انہی روایات و آثار کی بھرمار کی ہے۔ موفق معتزلی ہونے کے ساتھ ساتھ رافضی بھی تھا۔ جس کا اعتراف کردری حنفی نے (مناقب ابی حنیفہ ص۸۴) میں بھی کیا ہے۔ اسی رافضی نے "فضائل علیؓ" کے نام پر ایک کتاب لکھی جس میں اس نے اپنے رافضی ہونے

کا ثبوت باہم پہنچایا۔ دیکھئے لسان المیزان صفحہ ۲۴۴، ۲۴۳ ج ترجمہ حسن بن عفیر، منہاج السنۃ ص ج ۲ تحفہ اثنا عشریہ بحث امامۃ۔ اور اس کی یہ کتاب مطبع حیدریہ نجف اشرف عراق سے دوسری بار ایک شیعہ فاضل محمد رضا موسوی کے مقدمہ اور حواشی سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اور ٹائیٹل پر مصنف کے نام کے ساتھ الحنفی ہونے کی بھی صراحت کی گئی ہے۔ مگر وائے افسوس کہ اقلیم حنفیت سے ایسے دروغ گو رافضی کو امام ابوحنیفہ کے مناقب جمع کرنے کے صلہ میں " صدر الائمہ" کا لقب ملا۔ اسحاق بن نجیح کے بارے میں امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹوں کا سردار تھا اور امام ابوحنیفہؒ کی موافقت میں احادیث وضع کیا کرتا تھا (میزان ص ۹۴) اسی کے شاگرد احمد بن عبداللہ شیبانی کا بھی یہی مشغلہ تھا۔ (لسان ص ۱۹۲ ج ۱ الموضوعات لابن الجوزی ص ۱۳۲ ج ۱) یہی وہ بدنصیب ہے جس نے امام شافعی کی مقبولیت دیکھ کر یہ حدیث گھڑی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ میری امت کے سراج ہیں۔ اور ایک شخص میری امت میں محمد بن ادریس شافعی کے نام سے ہوگا جس کا فتنہ دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا۔ (معاذ اللہ) ابوسعید رباح بن جعفر جو ابوعبداللہ الحارثی الاستاذ مؤلف مسانید ابی حنیفہ کا مشہور استاد ہے اور جامع المسانید میں وہ اس سے باکثرت روایات لائے ہیں۔ وقد اکثر عنہ ابوعبد الحارثی فی مسند ابی حنیفہ (لسان ص ۲ ج ۱) کا حال یہ ہے کہ اس نے تین سو سے زائد احادیث امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کی جنہیں امام صاحب نے قطعاً روایت نہیں کیا۔ ابن حبان کے الفاظ میں "وضع علی ابی حنیفہ اکثر من ثلاث مائۃ حدیث ما حدث بہا ابوحنیفہ قط" (المجروحین ص ۱۰۵ ج ۱ لسان ص ۲ ج ۱) نوح بن ابی مریم، حسن لولوی، یوسف بن خالد شاگرد امام ابوحنیفہؒ، ابن مغلس وغیرہ کے تراجم دیکھئے کہ کذب میں ان کا کیا مقام تھا۔ ان مسلمہ تاریخی واقعات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وضع حدیث کے فتنہ میں روافض، معتزلہ جہمیہ وغیرہ کے پہلو بہ پہلو اہل الرائے امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب جماعت بھی سرگرم رہی غالباً ان حقائق سے حضرت مفتی صاحب باخبر تھے اسی لیے وضع حدیث کے فتنہ کی نشاندہی تو انہوں نے فرما دی مگر اس سلسلے کی کڑیوں کو ظاہر نہ کرنے ہی میں انہوں نے عافیت سمجھی کہ ؎

اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

فتنہ انکار حدیث اور اہل الرائے حضرت مفتی صاحب نے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے دوسرا فتنہ "فتنہ انکار حدیث" شمار کیا ہے اور بجا طور پر یہ فرمایا ہے کہ "انکار حدیث ایک ایسا فتنہ ہے جو ہر فتنہ کی بنیاد اور ہر فتنہ کا مرکز و محور ہے" (بینات ص ۱۶ جون ۱۴۰۴) اس کے بعد انہوں نے ان فرقوں کی نشاندہی کرتے ہوئے خوارج، رافضی، ناصبیہ، معتزلہ، قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور فتنہ استشراق کا ذکر فرمایا ہے۔ ہمیں بھی ان سے اختلاف نہیں مگر کاش موصوف اس عنوان کی خود ہی مزید کچھ تفصیل بیان فرما دیتے۔ تاکہ ہم ایسے

طالب علموں کو کچھ کہنے کی گنجائش نہ ہوئی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ ان بدعتی فرقوں نے کلیۃً حدیث کا انکار نہیں کیا مثلاً خوارج اور ناصبیوں نے اہل بیت کے مناقب کی روایات کا یا ان احادیث کا جو ان کے مزعومہ قواعد کے مخالف تھیں ان کا انکار کیا۔ ان کے مقابلہ میں رافضیوں نے اہل بیت کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام کے مناقب اور ان کی روایات کا انکار کیا۔ معتزلہ نے احادیث معجزات اور خبر واحد کی حجیت کا انکار کیا، قدریہ اور جبریہ نے قضاء و قدر سے متعلق روایات کا انکار کیا۔ اور یہی کچھ انداز دوسرے بدعتی فرقوں کا ہے۔ ان کا انکار بھی حدیث کا کلیۃً انکار نہیں۔ مگر کیا کیا جائے اسی قسم کا انکار مقلدین بالخصوص اہل الرائے میں بھی پایا جاتا ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اصول فقہ حنفی پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وحنفیاں برائے احکام مذہب خود اصلے چند تراشیدہ اند
الخاص مبین فلا یلحقہ البیان، العام قطعی کالخاص الخ

کہ احناف نے مذہب کی پختگی کے لیے کچھ اصول تراشے ہیں مثلاً خاص بین ہے اسے بیان کی ضرورت نہیں اور عام بھی خاص کی طرح قطعی ہے الخ۔ قرۃ العینین ص ۱۸۶ انہی اصولوں کا ذکر انہوں نے حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۶۰ ج ۱ میں بھی کیا ہے۔ بلکہ ان قواعد کی خوب خوب خبر لی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ قواعد محض دفع الوقتی کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور خود وہ بھی ان کی پابندی نہیں کرتے۔ بلکہ صاف صاف لکھ دیا ہے کہ مبسوط، ہدایہ ما وغیرہ میں جو جدلی محاورات مذکور ہیں ان کے بانی مبانی معتزلہ تھے "ومن لا یعلم ان اول من اظہر ذلک فہم المعتزلہ" حجۃ اللہ ص ۱۶۱ شاہ عبدالعزیز کا لہجہ تو ان کے والد گرامی سے بھی تیز ہے فرماتے ہیں۔

ومن الطائف التی تکما ظفر بہا جدلی لحفظ مذھبہ
ما اخترعہ المتاخرون لحفظ مذھب ابی حنیفہ وھی
عدۃ قواعد یردون بہا جمیع ما یحتج بہا علیہم من
الاحادیث الصحیحۃ الخ (فتاوی عزیزی ص ۱۱۲)

یعنی متاخرین نے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی حفاظت کے لیے چند قواعد گھڑے ہیں جن کی بنا پر وہ ان تمام صحیح احادیث کو رد کر دیتے ہیں۔ جو ان کے مذہب کے خلاف ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے نو اصولوں کا ذکر کیا۔ جن میں بعض وہی ہیں جن کا ذکر ان کے والد گرامی شاہ ولی اللہ نے کیا ہے۔ شائقین حضرات محولہ کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔ اختصار کے باعث ہم نے ان کو ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ لا یستقیم العمل بالحدیث الا بالرأی الخ (اصول السرخسی ص ۱۱۲) کہ حدیث پر عمل اسی صورت صحیح ہے جب وہ قیاس کے موافق ہو۔ اسی بنا پر فقہ راوی کی بھی شرط لگائی گئی جو بزدوی سے لے کر نور الانوار تک کی سبھی کتابوں میں

مذکور ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ " لو عمل بالحدیث لا نسد باب الرای من کل وجہ (نورالانوار ص۱۹۱) کہ اگر قیاس سے قطع نظر کرکے حدیث پر عمل کیا جائے تو رائے و قیاس کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ حد یہ کہ اسی اصول کی بنا پر حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ کی روایات کا جو بزعم خویش خلاف قیاس سمجھیں انکار کر دیا گیا۔
" ارجحیت صحیحین" اصول حدیث کا مسلمہ اصول رہا ہے جسے سب سے پہلے علامہ ابن الہمام حنفی المتوفی ۸۶۱ھ نے محض مسلکی حمیت کی بنا پر رد کیا۔ علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

" ھذا الترتیب قد اطبقت علیہ کلمات المحدثین بل یکاد
ان یکون مجمعا علیہ بین المتبحرین ولم یخالف فیہ
الا ابن الھمام وابن امیر حاج العلام ومن تبعھما فی
ھذا المرام"۔ (الاجوبۃ الفاضلۃ ص۵۵ در مجموعہ رسائل سبعۃ)

کہ اس ترتیب "کہ صحیحین کی روایات مقدم ہوں گی پھر صحیح بخاری کی پھر صحیح مسلم کی) محدثین کا اتفاق منقول ہے بلکہ متبحرین کے نزدیک اس ترتیب پر اجماع ہے ابن ہمام اور ان کے شاگرد ابن امیر حاج اور ان کے متبعین کے علاوہ کسی نے اس اصول کی مخالفت نہیں کی۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

" قول ابن الھمام فی ھذا المقام غیر مقبول عند
محققی الاعلام الخ" (ابرار الغی ص۳۴)

کہ ابن ہمام کا یہ قول محقق علماء کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ علامہ الجزائری کا لب ولہجہ انتہائی سخت ہے وہ تو اس اصول کو توڑنے والوں کو اہل ہوا قرار دیتے ہیں (توجیہ النظر ص۱۲۰) اور شاہ عبدالحق مرحوم نے تو صاف صاف اقرار کیا ہے کہ ابن ہمام کا مقصد اس سے مذہب حنفی کو بچانا اور اس کی حفاظت کرنا ہے ان کے الفاظ ہیں۔

" وایں سخن نافع و مفید است در غرض از شرح ایں کتاب کہ اثبات و تائید مذاہب ائمہ مجتہدین ست خصوصاً مذہب حنفی و غرض شیخ ابن الہمام نیز ہمیں است" شرح سفر السعادت ص۱۵

کہ یہ بات بڑی مفید اور نافع ہے اس کتاب سفر السعادت کی شرح کے لیے کہ اس میں مذاہب مجتہدین بالخصوص مذہب حنفی کی تائید مقصود ہے اور شیخ ابن الہمام کی غرض بھی یہی ہے۔ یہی بات ان کے حوالے سے ملا معین نے (دراسات اللبیب ص۳۳۱ ج۱) میں نقل کی ہے۔ اسی طرح ایک اصول ہے کہ راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اعتبار راوی کے عمل کا ہوگا۔ روایت کا نہیں۔ علامہ طحاوی کی شرح الآثار اٹھا کر دیکھ لیجیے اکثر و بیشتر اسی اصول سے اپنی مشکلات کا حل نکالتے ہیں۔ اور علامہ عبدالقادر

قریشی نے تو اقرار کیا ہے کہ۔

القاعدة الاصولية العظيمة المشهورة ان الراوي اذا عمل بخلاف ما روى فالعبرة بما رای

وهذه قاعدة عظيمة خرج بها الجواب عن عدة احاديث زعم الخصم انا خالفناها الخ کتاب الجامع ص ۴۲۷

کہ ایک اصولی قاعدہ جو بہت عظیم الشان اور مشہور ہے یہ ہے کہ راوی جب اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اعتبار اس کے فتویٰ وعمل کا ہے روایت کا نہیں۔ یہ وہ عظیم الشان قاعدہ ہے جس کی بدولت ان احادیث کا جواب ہو جاتا ہے جن کے بارے میں ہمارا مخالف سمجھتا ہے کہ ہم نے ان احادیث کی مخالفت کی ہے۔ لیجئے یہ ضابطہ بھی محض دفاع مذہب کے لیے۔ محدثین کا اصول کیا اور بالخصوص حافظ ابن حزم کا اس قاعدہ کے بارے میں کیا تبصرہ ہے یہ بحث بہت طویل ہے ہمیں صرف اسی قدر عرض کرنا تھا کہ ایسے اصول وقواعد بنائے گئے جن کی بنیاد پر احادیث کا انکار کیا گیا۔ اور بسا اوقات ان اصولوں کے بنانے کی غرض بھی بتلا دی گئی کہ مقصود مذہب کا تحفظ ہے اور بس۔

ع ہے ان کو بھی اپنی جفاؤں کا اعتراف ...

بلکہ مقلدین کی عموماً یہ [illegible] رہی ہے کہ جس حدیث کو اپنے امام کے قول وفتویٰ کے خلاف پاتے ہیں اسے بڑی بے دردی سے رد کر دیتے ہیں۔ علامہ شعرانی لکھتے ہیں" قال لی بعض المقلدین لو وجدت حدیثا فی البخاری ومسلم لم یأخذ به امامی لا اعمل به" مقدمہ المیزان الکبری ص ۱۰ ج ۱ کہ مجھے بعض مقلدوں نے کہا کہ اگر میں صحیح بخاری اور مسلم میں ایسی حدیث پاؤں جس پر میرے امام نے عمل نہیں کیا میں بھی اس پر عمل نہیں کروں گا۔ مقلدین کے اس عمل کی نشاندہی علامہ محمد حیات سندھی نے تحفۃ الانام علامہ صالح الفلانی نے ایقاظ ھمم اولی الابصار شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ میں اور امام رازی نے اپنی تفسیر میں زیر بحث آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ میں بڑے تاسف سے کی ہے۔ علمائے اہل حدیث ان عبارتوں کو عموماً پیش کرتے رہتے ہیں۔ اسی بناء پر ہم اس سے صرف نظر کرتے ہیں اور نہ ہی یہ مختصر موضوع اتنی تفصیل کا متحمل ہے۔

جسارت کی حد دیکھئے کہ قاضی یوسف بن موسیٰ حنفی نے یہاں تک کہہ دیا کہ۔

"من نظر فی کتاب البخاری تزندق"

کہ جو امام بخاری کی کتاب کو دیکھے گا۔ زندیق ہو جائے گا (معاذ اللہ) شذرات الذھب ص ج ۴

ایک مالکی فقیہ جس کا نام اصبغ بن خلیل تھا اور جو پچاس سال تک قاضی رہا کہا کرتا تھا۔

لان یکون فی تابوتی رأس خنزیر احب الی من ان یکون فیه ابن ابی شیبة (تاریخ علماء الاندلس

کہ اگر میرے تابوت میں خنزیر کا سر ہو تو وہ مجھے پسند ہے اس سے کہ اس میں "مسند ابن ابی شیبہ"(۱) ہو اعاذ اللہ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ مذہبی تحفظات کے لیے کتب احادیث سے یوں بیزاری اور خود ساختہ اصولوں کی بنا پر انکار حدیث کا چور دروازہ کس نے کھولا؟ اور یہ بھی مت بھولیئے کہ ان اصولوں میں اصل روح پھونکنے والے وہی معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ بدعتی فرقے ہیں کیونکہ حنفیت نام ہے ان بدعتی فرقوں کے معجون مرکب کا۔

علامہ تاج الدین السبکی لکھتے ہیں۔

"وتبع فی الحنفیہ طائفۃ اشربوا فی قلوبھم الاعتزال والتشیع" الخ

کہ حنفیہ میں ایک گروہ کے دل میں اعتزال اور تشیع گھر کر گیا تھا۔ (طبقات الشافعیہ ص۸۶ ج۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رقمطراز ہیں۔

"وکذلک الحنفی یخلط بمذھب ابی حنیفہ شیاء من اصول المعتزلہ والکرامیۃ والکلابیۃ" منہاج السنۃ ص۶۶ ج۳

کہ حنفی امام ابو حنیفہ کے مذہب میں معتزلہ، کرامیہ اور کلابیہ کے کچھ اصول خلط ملط کرتے ہیں۔ اور اس سے قبل شاہ ولی اللہ سے بھی ہم نقل کر آئے ہیں کہ مبسوط ہدایہ وغیرہ میں مناظرانہ محاورات کے بانی مبانی معتزلی ہیں۔ اور اسی حقیقت کا اعتراف علامہ عبدالحی لکھنوی نے بھی کیا ہے فرماتے ہیں۔

" حنفیہ سے مراد وہ فرقہ ہے جو فروعی مسائل میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتا ہے خواہ وہ عقائد میں ان کے مخالف ہو یا موافق مگر عقائد میں موافق ہے تو کامل حنفی ورنہ ان کی حنفی نسبت کے ساتھ ساتھ اس کلامی فرقہ کے ساتھ بھی منسوب کرتے ہیں۔ اور کتنے حنفی ہیں جو فروع میں حنفی مگر عقیدہ میں معتزلی ہیں۔ مثلاً زمخشری وغیرہ اور کتنے حنفی ہیں جو عقائد میں زیدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وبالجملۃ فالحنفیہ لھا فروع باعتبار اختلاف العقیدۃ فمنھم الشیعۃ ومنھم المعتزلہ ومنھم المرجیۃ۔ یعنی عقائد میں اختلاف کی بنا پر حنفیوں کی کئی قسمیں ہیں بعض شیعہ ہیں بعض معتزلہ اور بعض مرجیہ" الرفع والتکمیل ص۲۴۹، ۲۵۰۔

لہٰذا جب حقیقت یہ ہے تو معتزلہ، شیعہ، جہمیہ اور مرجیہ کا مزاج وضع حدیث کے ساتھ ساتھ انکار حدیث بھی ہے جس کا اعتراف مفتی صاحب نے بھی کیا ہے اور یہی سرغنے حنفی مذہب میں چھپے ہوئے ہیں جنہوں نے بقول شاہ ولی اللہ احادیث کو رد کرنے کے اصول بنائے اور انہیں حنفی مذہب باور کرانے کی کوشش کی۔ مگر احناف حضرات بھی کتنے سادہ مزاج ثابت ہوئے ہیں کہ۔ انہی اصولوں کو آج تک سینہ سے لگائے بیٹھے ہیں میر مرحوم نے سچ فرمایا ہے۔

(۱) میزان الاعتدال ص ج ۱) لسان ص ۵۸ ج ۱) میں مصنف ابن ابی شیبہ کا نام ہے۔

میر کیا سادا ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

برصغیر میں انکار حدیث

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ "ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید نے حدیث کا انکار کیا اور حافظ اسلم جیراج پوری نے اسی فتنہ کو پروان چڑھایا اور پھر اس کے شاگرد غلام احمد پرویز نے انکار حدیث کو فروغ دیا۔ اور سرسید وغیرہ اہل حدیث یعنی غیر مقلد تھے" محصلہ بینات (ص۱۸-۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء) گویا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مقلد ہونے سے فتنوں کا دروازہ کھل جاتا ہے لیکن افسوس مفتی صاحب نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ سرسید غیر مقلد ہوا تو کس فرقہ سے؟ عبداللہ چکڑالوی جو منکرین حدیث کا سرغنہ تھا وہ بھی پہلے ایک مقلد خانوادے کا سپوت تھا۔ یعنی قاضی قمرالدین چکڑالوی کے چچا کا بیٹا۔ جس کا اعتراف خود بینات کے مضمون نگار نے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (بینات جلد ۴۲ شمارہ ۱ نومبر ۱۹۸۲ صفحہ ۱۳۵) دور نہ جائیے غلام احمد پرویز سے پوچھ لیجئے کہ وہ کون ہے؟ وہ برملا اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو حنفی طریقہ پر ہی نماز پڑھتا ہے۔ پھر لطف کی بات تو یہ کہ مفتی کو اعتراف ہے کہ پرویز صاحب کوئی مستند عالم نہیں مگر اس کی رہنمائی کرنے والا یا اس کے خیالات کو مدلل کرنے عمر احمد عثمانی ہے۔ انہی کے الفاظ ہیں۔

> پرویز کوئی مستند عالم نہیں کہ وہ اپنے ان کفریہ عقائد کو علمی بنیادوں پر استوار کرتا جس کی وجہ سے اس کا کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔ پرویز کو ایک ایسے شخص کی اشد ضرورت تھی جو اس کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور اس کے کفریہ عقائد کو علمی بنیادیں فراہم کرے تاکہ اس طریقہ سے پرویز اپنے کفریہ عقائد کا زہر علمی حلقوں میں بھی پھیلانے کی کوشش کرے۔ اس کے لیے انہوں نے

عمر احمد عثمانی کی خدمات حاصل کیں اور عمر احمد عثمانی نے پرویز کے کفریہ عقائد کو فقہ القرآن نامی کتاب لکھ کر علمی حلقوں میں استوار کیا اور ان عقائد کی مکمل تشریح و تفسیر کی اور اس طرح عمر احمد عثمانی صاحب نے خوب حق خدمت ادا کیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ پرویز کے کفریہ عقائد جو مختلف رسائل اور کتابوں میں وہ منتشر ہے اور عمر احمد عثمانی کی کتاب "فقہ القرآن" ان عقائد کی مکمل و مدلل شرح ہے تو بالکل مناسب ہے۔"

بینات ص۴۲ اکتوبر ۸۴ء۔

اس کھلے اعتراف کے بعد سوال یہ ہے کہ عمر احمد عثمانی کون "بزرگ" ہیں؟ کاش مفتی صاحب ان کی بھی عقیدہ کشائی فرما دیتے۔ یاد رہے کہ یہ صاحب دیوبندی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے قریبی عزیز اور ان کے فیض یافتہ مولانا ظفر احمد عثمانی کے فرزند ارجمند ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جناب پرویز

ی احتیاطی اور بقول مفتی صاحب اس کے کفریہ عقائد کی بنیادیں فراہم کرنے والے دیوبندی حنفی مقلد ہیں مگر افسوس موردِ الزام غیر مقلدین یعنی اہلحدیث کو ٹھہرایا جاتا ہے۔

ہمیں بدنام کرنا مشغلہ ہے یار لوگوں کا

کار دیگراں کنند

غور تو جائیے یہ بریلوی حضرات کیا حنفی مقلد نہیں ؟ مگر تقلید کے باوجود شرک و بدعت کی جو گرم بازاری ان حضرات نے پیدا کی ہے کیا اس سے ارباب دیوبند لاعلم ہیں ؟ علمائے دیوبند کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے ؟ مگر بدنام پھر بھی غیر مقلد یعنی اہلِ حدیث ہی کبھی مفتی صاحب نے پلٹ کر تاریخ کے آئینہ میں مقلدین کی حالت بھی دیکھی کہ دعویٰ تقلید کے باوجود کیا گل کھلاتے رہے ہیں۔ ہم پہلے ذکر کر گئے ہیں کہ معتزلی حکومت کا بانی مبانی اور پھر اس کا قاضی القضاۃ اور اس کے مؤیدین اکثر و بیشتر یہی حنفی مقلد تھے۔ چنگیزی فتنہ کے بعد تیمور لنگ کی چیرہ دستیوں سے کون ناواقف ہے یہ بد نصیب جب پیدا ہوا تو اس وقت بھی اس کے ہاتھ خون آلود تھے۔ اور قیافہ شناسوں نے دیکھ کر پیشن گوئی کی تھی کہ اس کے ہاتھ سے خون ریزی ہوگی اور مخلوق خدا کے ناحق خون سے یہ اپنے ہاتھ رنگے گا بالآخر یہ اندازہ سچا ثابت ہوا۔ بتلایا جائے کہ اسی ظالم تیمور لنگ کا قاضی کون تھا؟ آپ حیران ہوں گے کہ اس ظالم اور جابر بادشاہ کا قاضی القضاۃ محمود بن نجم الدین احمد بن عماد الدین اسماعیل حنفی مقلد تھا جو خود بھی منکرات میں تیمور کا ہم پیالہ و ہم نوالہ بن گیا تھا۔ ابن العمادؒ کے الفاظ ہیں۔

"لما کانت فتنۃ تیمور دخل معھم فی المنکرات" (شذرات ص ۸۰ ج ۷)

پھر کیا "مہدوی" تحریک کے محرک اور اس کے پیروکار غیر مقلد تھے ؟ اور برصغیر میں "دین اکبر" تیار کرنے والے کون تھے ؟ ملا مبارک ابوالفضل، فیضی اور ملا عبد اللہ سلطان پوری کو تاریخ کا طالب علم اچھی طرح پہنچانتا ہے کہ وہ مقلد تھے اور اکبر کے زمانے میں مخدوم الملک اور دوسرے بڑے القاب سے انہیں پکارا جاتا تھا اسی دور میں یہ حادثہ بھی رونما ہوا کہ "متھرا" مقام پر ایک برہمن نے مسجد کا ساز و سامان اٹھا کر مندر کی تعمیر میں لگا دیا جب اس سے باز پرس ہوئی تو وہ اسلام اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے لگا قاضی نے اس کو گستاخی کی سزا میں سزائے موت سنائی مگر اکبر پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ برہمن کو سزا سے بچائے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی منتخب التواریخ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

دفعرات راجہائے عظیم ہند نے بادشاہ کے کان بھرے کہ اس نے ملاؤں کو ایسا سر چڑھا لیا ہے کہ وہ شاہانہ سلطانی کی بھی پرواہ نہیں کرتے دربار میں یہ سوال اٹھا کہ مذہب حنفی میں شاتم رسول کی سزا موت نہیں اس لیے یہ اقدام اس مذہب کے بھی خلاف ہے۔ جس کا قانون

اس ملک میں چلتا ہے"

(تاریخ دعوت وعزیمت صفحہ ۱۰۲ ج ۴)

علامہ عبدالحیی لکھنوی نے "طرب الاماثل بتراجم الافاضل" صفحہ ۲۸۳ میں بھی منتخب التواریخ کے حوالہ سے اس واقعہ کی تفصیل دی ہے۔ اور اس میں شیخ عبدالقادر بدایونی کا یہ قول بھی ذکر کیا ہے کہ جب مجھ سے بادشاہ نے اس کے بارے میں سوال کیا تو میں نے کہا کہ قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ سیاستہً متمرد کو قتل کرنا جائز ہے تو وہاں بیٹھے ہوئے علماء نے کہا قاضی عیاض کے قول کا کوئی اعتبار نہیں وہ مالکی ہے اور قاضی وقت حنفی ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے مذہب کے خلاف فتویٰ کیوں دیا کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے[1]۔ خلاصہ یہ کہ اکبر اور اس کے حواری بھی مقلد تھے اور "دین اکبر" تیار کرنے والوں میں کوئی غیر مقلد نہ تھا بلکہ سبھی مقلد حنفی تھے۔

امام عبداللہ بن مبارک کا مشہور قول ہے کہ الحیل لاھل الرأی کہ حیلہ سازی اہل الرای کے حصہ میں آئی ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ حنفی فقہ کی کتاب میں آج بھی دوسرے ابواب کے ساتھ ساتھ کتاب الحیل بھی موجود ہے۔ اور انہی حیلوں کی بنا پر بعض حضرات فرائض تک میں رخصتیں تلاش کرتے اور محرمات کو حلال بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہی حضرات میں حیلہ اسقاط نماز، حیلہ اسقاط زکوٰۃ، حیلہ اسقاط حج تک معمول بھا رہا بلکہ اب بھی ہے۔ ملا عبداللہ سلطان پوری جن کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے ان کا عہدہ اور خطاب مخدوم الملک تھا انہوں نے محض اس لیے کہ حج نہ کرنا پڑے فریضہ حج کے اسقاط کا فتویٰ دیا تھا۔ زکوٰۃ کے سلسلے میں بھی "حیلۂ شرعی" سے کام لیتے تھے۔ اور انہوں نے اسے دولت جمع کر لی تھی کہ سونے سے بھرے ہوئے چند صندوق ان کے آبائی قبرستان سے برآمد ہوئے جنہیں مُردوں کے بہانہ سے دفن کر دیا

---

[1] ذمی شاتم رسول ہو تو فقہا کا اس کے بارے میں اختلاف ہے احناف کہتے ہیں کہ ذمہ نہیں ٹوٹتا اور وہ واجب القتل نہیں اور شوافع ان کے خلاف ہیں علامہ قاسم قطلوبغا حنفی کے الفاظ ول پر ہاتھ رکھ کر پڑھیئے کہ "نفس المؤمن تمیل إلى قول المخالف فی مسألۃ السب لکن اتباعنا للمذھب واجب" کہ مومن کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کے بارے میں قول مخالف پر مطمئن ہوتا ہے مگر ہم پر مذہب کی اتباع واجب۔ بحر الرائق صفحہ ۱۲۵ ج ۵ مقام تعجب ہے کہ ان فقہا کے نزدیک ذمی اگر جزیہ پورا نہ دے تو ذمہ ٹوٹ جائے لیکن اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ذمہ نہیں ٹوٹے گا۔ شاتم رسول کے بارے میں کیا حکم ہے اس سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" ملاحظہ ہو۔

تھا۔ اور ایک روایت کے مطابق ان قبروں سے اس دور میں تین کروڑ روپے مالیت سونے کی اینٹیں برآمد ہوئیں"۔

(بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت ص ۴۸، ۴۹ ج ۲) ان کے علاوہ بھی بڑی بڑی "ہستیاں" ان حیلوں پر عمل کرتی رہیں مگر ان میں کوئی بھی غیر مقلد نہ تھے۔

قاضی جمال الدین یوسف بن موسیٰ المتوفی ۸۰۳ھ مشہور حنفی بزرگ گزرے ہیں بادشاہ وقت کے قاضی تھے اور یہ حضرت حیلہ سازی کی بنا پر سود کھانے کھلانے کا فتویٰ دیا کرتے (شذرات الذھب ص ۴۲ ج ۷) اسی طرح شہاب الدین احمد حنفی المتوفی ۸۰۰ھ کے بارے میں مقریزی لکھتے ہیں کہ "رخص للسلطان فی شرب النبیذ علی قاعدۃ مذھبہ" کہ اس نے بادشاہ کو اپنے مذہب کے مطابق نبیذ پینے کی اجازت دے رکھی تھی (شذرات ص ۲ ج ۷) فرمائیے کہ دین کے نام پر یہ مکاریاں گھڑنے والے کون تھے؟ بحمد اللہ اہل حدیث کا دامن ان حیلہ سازیوں سے ہر دور پاک رہا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کون تھا

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ امت کا سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے یہ فتنہ بھی غیر مقلدیت کی پیداوار ہے مرزا غلام احمد کو نبی بنانے والا حکیم نورالدین بھیروی تھا جو غیر مقلد تھا الخ" (بینات ص ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء) چلئے مانا کہ غلام احمد کو دعویٰ نبوت پر آمادہ کرنے والا حکیم نورالدین تھا۔ مگر بتلایا جائے کہ اس کے ورغلانے پر جو نقد دل ہار بیٹھا خود وہ کون تھا؟ حکیم آخر حکیم تھا اس نے اس فتنہ کے لیے تاکا تو ایک مقلد ہی کو کیونکہ یہ لقب صحیح معنوں میں وہی سرانجام دے سکتا ہے کیونکہ مقلد کے ہاں اس کے امام کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو امتی کے نزدیک نبی کی۔ قاضی عیاض کہتے ہیں۔

"قال بعض المشائخ ان الامام لمن التزم تقلید مذھبہ کالنبی علیہ السلام مع امتہ لا یحل لہ مخالفتہ"

(ترتیب المدارک ص ۸ ج ۱)

اور شاہ ولی اللہ دہلوی مقلدین کی حالت زار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وتری العامۃ سیما الیوم فی کل قطر یتقیدون لمذھب من المذاھب المتقدمین یرون خروج الانسان مذھب من قلدہ ولو فی مسئلۃ کالخروج من الملۃ کانہ نبی بعث الیہ" تفہیمات ص ۱۵۱

یعنی ان دونوں تم لوگوں کو ہر جگہ عموماً دیکھو گے کہ وہ مذاہب متقدمین میں سے کسی ایک کی ایسی تقلید کرتے ہیں کہ ان کے کسی ایک مسئلہ میں سے خروج ملت سے خروج کے مترادف سمجھتے ہیں گویا کہ وہ اس کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ شاہ صاحب نے اسی سے ملتی جلتی بات حجۃ اللہ ص ۱۰۱ میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام

سے بھی نقل کی ہے۔

قاضی عیاض اور شاہ صاحب کی عبارتوں سے عیاں ہے کہ مقلد کے ہاں عملاً امام کا مقام وہی ہوتا ہے جو اہلسنت کے نزدیک نبی کا ہوتا ہے۔ اسی بنا پر تو حکیم نور الدین نے نبوت کے لیے ایسا آدمی منتخب کیا جو پہلے سے مقلد تھا۔ مقلد کا مزاج یہی ہوتا کہ حدیث رسول کو اپنے امام کی عینک سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے بارے میں اسی فکر کی تلقین دتا کہ مرزا غلام احمد نے اپنے پیروکاروں کو کی جسے تحفہ گولڑویہ وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

جہاں تک مرزا غلام احمد کے حنفی ہونے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اس نے تو نور الدین کو بھی حنفی مقلد بنا دیا تھا۔ کیونکہ اگر نور دین صحیح معنوں میں غیر مقلد رہتا تو وہ مرزا کے دامن نبوت میں پھنسا نہ رہتا چنانچہ مرزا جی کا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے۔

مولوی نور الدین کو یہ لکھا (مرزا جی نے) کہ آپ یہ اعلان فرما دیں کہ میں حنفی المذہب ہوں حالانکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب عقیدۃً اہل حدیث تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے اس کے جواب میں حضرت صاحب کی خدمت میں ایک کارڈ ارسال کیا جس میں لکھا۔

به مے سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راه و رسم منزلہا

"اور اس کے نیچے نور الدین حنفی کے الفاظ لکھ دیئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے جو شعر لکھا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اگرچہ میں اپنی ذات میں تو اہل حدیث ہوں لیکن چونکہ میرا پیر طریقت کہتا ہے کہ اپنے آپ کو حنفی کہوں اس لیے میں اس کی رائے پر اپنی رائے کی قربان کرتا ہوا اپنے آپ کو حنفی کہتا ہوں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ احمدیت کے چرچے سے قبل ہندوستان میں اہل حدیث کا بڑا چرچا تھا اور حنفیوں اور اہلحدیث کے درمیان بڑی مخالفت تھی۔ اور آپس میں مناظرے اور مباحثے ہوتے رہتے تھے ۔ ۔ ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گو در اصل دعویٰ سے قبل بھی کسی گروہ سے اس قسم کا تعلق نہیں رکھتے تھے جس سے تعصب یا جتھہ بندی کا رنگ ظاہر ہو لیکن اصولاً آپ ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی ظاہر فرماتے تھے اور آپ نے اپنے لیے کسی زمانہ میں بھی اہلحدیث کا نام پسند نہیں فرمایا" (سیرت المہدی حصہ [illegible] ج ۲)

لیجئے جناب اس سے بڑھ کر ہم مرزا جی کے حنفی ہونے کا اور کیا ثبوت دے سکتے ہیں ۔ علاوہ ازیں اسی دور میں حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی اور عبداللہ چکڑالوی کے مابین مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ پر مرزا غلام احمد نے ریویو لکھا جس میں اس نے صاف صاف لکھا ۔

"اگر کوئی حدیث ملے خواہ کیسی ہو ادنیٰ درجے کی ہو اس پر عمل کریں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں" (بحوالہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ اگست ۱۹۱۶ء / ۱۷ شوال ۱۳۳۴ھ ج ۱۲ شمارہ ۴۳)

اس سے بھی مرزا جی کا حنفی ہونا واضح ہوتا ہے ۔ ان کے بعد ان کے ماننے والوں کا کیا طریقہ رہا سو اس کے متعلق مشہور قادیانی اخبار الحکم (۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء) کے شمارہ میں مسائل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے لکھا گیا ہے ۔

> آپ نے جس قدر سوال پوچھے ہیں ان سب کے بارے میں گزارش ہے کہ ہمارے امام (مرزا جی) کا یہ مذہب ہے کہ صریح قرآن اور حدیث میں جو مسائل موجود ہوں ان پر قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کیا جائے ۔ اور جو مسائل قرآن و حدیث میں نہ ہوں ان میں علی العموم لوگ حنفی مذہب پر عمل کریں یہ ایک اصول ہے جس پر آپ اپنے سوالوں کو آسانی سے حل کر سکتے ہیں ۔" (بحوالہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ اگست ۱۹۱۶ء)

لیجئے جناب مرزائی امت بھی اپنے آپ کو غیر منصوص مسائل میں حنفی مذہب کی پابند سمجھتی ہے مگر مفتی صاحب قادیانیت کے فتنہ کو غیر مقلدیت کا نتیجہ سمجھنے میں ادھار کھائے بیٹھے ہیں ۔ اسی سلسلے میں مزید گزارش ہے کہ مرزا جی مختلف فیہ مسائل میں بھی عموماً حنفی فقہ کے پابند تھے مثلاً شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل نہ تھے (سیرت المہدی ص ۳۶) نماز میں پاؤں ملانے کے قائل نہ تھے (ایضاً ص ۲۹) رفع الیدین نہ صرف یہ کہ خود نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے مریدوں میں سے رفع الیدین کرنے والوں کو بھی اس سے روکتے تھے یہی عمل آمین بالجہر کے متعلق تھا چنانچہ عبداللہ سنوری جو پہلے رفع الیدین کرتا اور آمین بالجہر کہتا تھا کا بیان ہے ۔

> ایک دفعہ میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کے بعد آپ نے مسکرا کر فرمایا میاں عبداللہ اب تو سنت پر بہت عمل ہو چکا اور اشارہ رفع الیدین کی طرف تھا میاں عبداللہ کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع یدین کرنا ترک کر دیا ۔ بلکہ آمین بالجہر کہنا بھی چھوڑ دیا اور میاں عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع الیدین اور آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور

نہ ہی کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا" سیرت المہدی ص۱۴۳ ج۔ ۱ مطبوعہ ۱۹۲۳ء۔

بلکہ مرزا جی بریلوی حنفیوں کی طرح "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم یا رسول اللہ" پڑھنے کا بھی قائل تھا۔ (سیرت المہدی ص۵۵ ج۳) اور مشکلات میں اور مصائب میں یہ بھی پڑھا کرتا تھا۔

"اے سید الوریٰ مددے وقت نصرت است"

"یعنی اے جہاں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت پر نازک گھڑی آئی ہوئی ہے میری مدد کو تشریف لائیے کہ یہ نصرت کا وقت ہے۔" (سیرت المہدی ص۵۵ ج۳ مطبوعہ ۱۹۳۹)

ان تمام حوالہ جات سے واضح ہو جاتا ہے مرزا غلام احمد قادیانی حنفی مقلد اور اس کی ذریت بھی اسی اصول پر قائم ہے۔ افسوس کہ مفتی صاحب کو سر ظفر اللہ قادیانی کا یہ بیان تو نظر آگیا کہ میرا باپ پہلے غیر مقلد تھا۔ مگر خواجہ کمال الدین جو کہ مشہور مرزائی تھا اس کا بیان شاید ان کی نظر سے نہیں گزرا کہ "میں حنفی المذہب ہوں"۔ (پیغام صلح اگست ۱۹۱۶) بحوالہ (اہلحدیث امرتسر ۱۸ اگست ۱۹۱۶) بلکہ ہم تو یہ ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا جی اپنے مریدوں کو حکماً حنفی بننے کی تاکید و تلقین کیا کرتے تھے اور خود انہوں نے بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوانا کبھی پسند نہیں کیا جب صورت واقعہ یہ ہے تو پھر فتنہ قادیانیت کو غیر مقلدیت کی طرف منسوب کرنا تاریخ و واقعات سے سراسر جہالت یا ان حقائق سے اغماض کرنے کے مترادف ہے۔

بقیہ:- تصریحات

بنایا جائے جو اپنی نگرانی میں تمام امور انجام دے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہنے والے اہل حدیث حضرات سے خصوصی طور پر تعاون لیا جائے عالم عرب کی ہر دلعزیز اور بین الاقوامی شخصیت علامہ احسان الٰہی صاحب ظہیر کو بھی اس بورڈ میں شامل کیا جائے۔ شیخ عبد القادر حبیب اللہ السندی بھی اس کے لیے خاصے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس باب میں سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن باز حفظہ اللہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبد اللہ السبیل حفظہ اللہ امام کعبہ اور فضیلۃ الدکتور عبد اللہ صالح چانسلر مدینہ یونیورسٹی سے بھی تعاون حاصل کرنے کی سبیل نکالی جائے کیونکہ مذکورہ بالا شخصیتیں سلفی العقیدہ ہیں اور ان کی سلفیوں سے محبت کے بارہ میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتیں